سوال

جواب

وزیرستان میں جاری جنگ کی شرعی حثییت کیا ہے ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم وزیرستان کے حوالہ سے کچھ تاریخی حقائق کاتذکرہ کرتے ہیں جن سے اس جنگ کی شرعی حیثیت کا تعین کرنے میں مدملے گی۔ وزیرستان پاکستان کے شمال مغرب میں ایک پہاڑی علاقہ ہے کہ جس کی سرحد افغانستان سے بھی ملتی ہے۔ وزیرستان جغرافیائی اعتبار سے دو حصوں 'شمالی وزیرستان' اور 'جنوبی وزیرستان' میں تقسیم ہے۔ ١٩٩٨ء کے اندازے کے مطابق شمالی وزیرستان کی آبادی تقریباًتین لاکھ اکسٹھ ہزار اور جنوبی وزیرستان کی آبادی چار لاکھ اڑتیس ہزار تھی۔ شمالی وزیرستان کا صدر مقام 'میران شاہ' ہے جبکہ جنوبی وزیرستان کا ہیڈکوارٹر 'وانا' ہے۔ وزیرستان کے مقامی لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد جہاد افغانستان اور طالبان تحریک میں بھی شامل رہی تھی۔ نومبر ٢٠٠١ء میں افغانستان میں طالبان حکومت کے خاتمے کے بعد بہت سے غیر ملکی اور مقامی مجاہدین نے وزیرستان کا رخ کیا اور یہاں پناہ لی۔ امریکہ نے ان مجاہدین کے حوالے سے حکومت پاکستان پر دباؤ ڈالا۔ حکومت پاکستان نے جولائی ٢٠٠٢ء میں مقامی قبائلیوں کی رضامندی سے علاقے کی ترقی کے بہانے 'وادی تیرہ' اور 'خیبر ایجنسی' میں اپنی فوجیں اتاریں۔ اور کچھ ہی عرصہ بعد حکومت نے اچانک ہی جنوبی وزیرستان پر ہلا بول دیا۔ مقامی لوگوںنے حکومت پاکستان کے اس اقدام کو اپنی آزادی کے منافی سمجھا اور پاکستانی افواج و مقامی قبائلیوں کے درمیان جھڑپوں کا آغاز ہو گیا۔ مارچ ٢٠٠٤ء میں 'وانا' کے قریب 'أعظم وارسک' کے مقام پر حکومت اور قبائلیوں کے مابین ایک بڑی جھڑپ ہوئی۔ اپریل ٢٠٠٤ء میں پے در پے ناکامیوں کے بعد حکومت پاکستان نے 'نیک محمد' کی قیادت میں لڑنے والے قبائلیوں سے امن معاہدہ کرلیا۔ جون ٢٠٠٤ء میں 'نیک محمد' کو ایک امریکی میزائل کے ذریعے شہید کر دیا گیا۔ اکتوبر ٢٠٠٤ء میں جنوبی وزیرستان کے ایک بڑے رہائشی محسود قبیلے کے جنگجو عبد اللہ محسود مقامی قبائلیوں کے رہنما کے طور پر سامنے آئے تھے۔ یہ حضرت تقریباً ڈیڑھ سال تک گوانتاناموبے جیل میں قید رہے تھے بعد ازاں امریکی حکام نے ان کو رہا کر دیا تھا اوران کی رہائی کی وجہ آج تک ایک سوالیہ نشان ہے۔ مارچ ٢٠٠٣ء میں یہ رہا کیے گئے تھے۔ درمیان میں ایک ڈیڑھ سال چھپے رہے اور اکتوبر ٢٠٠٤ء کے قریب ایک دم سے میڈیا میں ان کے بیانات آنے شروع ہوگئے۔ عبد اللہ محسود کو میڈیا میں آنے کا بہت شوق تھا یہاں تک کہ ان کا نام ہی میڈیا فرینڈلی کمانڈر کے طور پر معروف ہوگیا تھا' یہ حضرت خود سے ٹی وی چینلز کو فون کر کے اپنے انٹرویو ریکارڈ کرواتے تھے۔ دو چینی انجینیئرز کو اغواء کرنے کی وجہ سے ٢٠٠٧ء میں ان کو حکومت پاکستان کی طرف سے شہید کر دیا گیا۔ عبد اللہ محسود کے علاوہ ایک اور جنگجو بیت اللہ محسود بھی مقامی طالبان کے رہنما کے طور پر سامنے آئے۔ بیت اللہ محسود ایک سنجیدہ مزاج اور فہم و فراست رکھنے والے کمانڈر ہیں۔ فروری ٢٠٠٥ء میں بیت اللہ محسود کی قیادت میں قبائلیوں کا حکومت پاکستان سے معاہدہ ہوا۔ بیت اللہ محسود نے عبد اللہ محسود کو بھی اس معاہدے میں شریک کرنے کی درخواست کی لیکن حکومت پاکستان نے چینی انجینیئرز کے اغواء کے معاملے کی وجہ سے عبد اللہ کو اس معاہدے میں شامل کرنے سے انکار کر دیا۔ جولائی ٢٠٠٧ء میں حکومت پاکستان نے لال مسجد پر حملہ کرتے ہوئے بیسیوں طلباء اور سینکڑوں بچیوں کو شہید کر دیا' جس کے رد عمل میں بیت اللہ محسود نے افواج پاکستان پر خودکش حملوں کی دھمکیاں دیں اور معاہدہ توڑنے کا اعلان کیا۔ دسمبر ٢٠٠٧ء میں سات قبائلی ایجنسیوں شمالی وزیرستان 'جنوبی وزیرستان 'کرم ایجنسی' باجوڑا یجنسی' خیبر ایجنسی' اَورکزئی ایجنسی اور مہمند ایجنسی کے علاوہ مالاکنڈ ڈویژن 'سوات اور درہ آدم خیل سے تعلق رکھنے والے بیس کے قریب طالبان رہنماؤں کا اجلاس ہوا اور بیت اللہ محسود کی قیادت میں 'تحریک طالبان پاکستان' کا قیام عمل میں آیا۔ چالیس رکنی شوری بھی مقرر کی گئی اور مولوی عمر کو تحریک کا ترجمان بنایا گیا۔ جنوری ٢٠٠٨ء میں حکومت پاکستان نے دوبارہ محسود قبائل کے خلاف آپریشن شروع کر دیا جس کی وجہ سے ہزاروں افراد نے وزیرستان علاقے سے نقل مکانی شروع کر دی۔ ٦فروری ٢٠٠٨ء کو 'تحریک طالبان پاکستان' نے سوات سے وزیرستان تک افواج پاکستان کے خلاف کاروائیاں بند کرنے کا اعلان کیا۔ جنوبی وزیرستان کے مقامی جنگجو 'نیک محمد' ٢٠٠٣ء اور ٢٠٠٤ء میں سینکڑوں غیر ملکیوں کو 'وانا' لے کر آئے تھے۔ یہ غیر ملکی یہاں آکر آباد ہوگئے تھے اور قبائلیوں نے ان پر کوئی اعتراض نہ کیا۔ ٢٠٠٤ء میں 'نیک محمد' کی قیادت میں قبائلیوں نے افواج پاکستان کو بھاری نقصان پہنچایا جس کے نتیجے

میں امن معاہدہ ہوااور بعدازاں نیک محمدایک میزائل حملے میں شہید ہوگئے۔ ان کی شہادت کے بعدان کے کمانڈروں نے مختلف دھڑے بنالیے اوراپنی اپنی اجارہ داریاں قائم کر لیں۔ طالبان کی اعلی قیادت نے جنوبی وزیرستان میں 'ملانذیر' کو طالبان کا لیڈر مقرر کردیا۔ جنوبی وزیرستان میں اسی عرصے میںمقامی طالبان کوغیر ملکی ازبک مجاہدین کے رویوں سے کچھ شکایات پیدا ہوئیں اور بہت سے مقامی سرداروں کے قتل کا الزام بھی ازبکوں پر لگایا جاتا رہا۔ ازبک کسی بھی مقامی سردار پر جاسوسی کا الزام لگا کر اس کو قتل کر دیتے تھے۔ انہوں نے زمین میں گڑھے کھود کر اپنی جیلیںبنائی ہوئی تھیں جہاں وہ اپنے مخالفین کو قید رکھتے تھے۔ صورت حال اس وقت زیادہ خراب ہوئی جب القاعدہ سے متعلق ایک عرب مجاہد سیف العادل کو ازبکوں نے شہید کردیا۔ مقامی طالبان ملانذیر کی قیادت میں ازبکوں کے خلاف اکھٹے ہوگئے اور مقامی و غیر ملکی مجاہدین میں آپس کی لڑائی شروع ہوگئی۔ ازبک مجاہدین تین حصوں میں تقسیم ہوگئے۔ ان کا ایک حصہ تو مقامی طالبان سے مل گیا جب ایک حصہ میر علی کی قیادت میں شمالی وزیرستان چلا گیا اور تیسرا حصہ قاری طاہر یلداشیو کی قیادت میں مقامی طالبان سے جہاد کرتا رہا۔ اس جہاد کے نتیجے سینکڑوں مجاہدین شہید ہوئے اور بالآخر مقامی طالبان نے ازبک مجاہدین کا کنٹرول علاقے سے ختم کردیا۔ شمالی وزیرستان کی طرف پیش قدمی افواج پاکستان کی طرف سے ۲۰۰۲ء میں ہوئی تھی۔ ۲۰۰٤ء کے شروع سے ہی مقامی طالبان اور سیکورٹی فورسز کے مابین گاہے بگاہے جھڑپیں ہوتی رہتی تھیں۔ حکومت پاکستان کا یہ دعوی تھا کہ اس علاقے میں وہ غیر ملکی اور القاعدہ کے مجاہدین موجود ہیںجو حکومت پاکستان اور امریکہ کو مطلوب ہیں۔ شمالی وزیرستان کی صورت حال اس وقت زیادہ خراب ہوگئی جب مارچ ۲۰۰٦ء میں پاکستانی سیکورٹی فورسز نے شمالی وزیرستان کے صدر مقام 'میران شاہ' پر حملہ کردیا اور اس حملے میں فضائیہ کا بھرپور استعمال کیا گیا۔ فضائی حملوں کے نتیجے میں شہر تباہ ہو کر رہ گیا اور تقریباً تمام آبادی پشاور' ڈیرہ اسماعیل خان اور ضلع ٹانک کی طرف ہجرت کرگئی۔ اڑھائی برس کی اس باہمی جنگ کے بعد ٤٥ قبائل کے گرینڈ جرگہ اور حکومت کے مابین امن معاہدہ ہوگیا۔ یہ معاہدہ ۲۰ جولائی ۲۰۰٦ء کو ہوا۔ وزیرستان کی جنگ ہمارے نزدیک دفاعی جنگ تھی جو کہ حکومت پاکستان نے قبائلیوں پر مسلط کی تھی۔ واللہ اعلم بالصواب